OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

پیغمبرِ اسلام کا یہودِ مدینہ سے سلوک: ولیم منٹگمری واٹ اور رابرٹ اسپنسر کی آراء کا تقابلی جائزہ

Prophet Muhammad's treatment with Jews of Medina: A Comparative Study of W. Montgomery Watt and Robert Spencer's Views

Tariq Aziz
Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
Misbah Umar
M Phil Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore
Dr. Iftikhar Baig
Associate Professor, Department of Urdu, Qurtuba University of Science and Technology, Dera Ismail khan

Abstract

A majority of western scholars have targeted the polices and treaties of Prophet Muhammad with Jews of Medina. This paper compares a number of historical information about the Prophet Muhammad relationship with Jews presented by W. Montgomery Watt and Robert Spencer in their Quran Commentaries. The study adopts qualitative and descriptive research method. For this purpose, explanatory notes of both scholars about the different verses of Quran on the present topic were selected, analyzed and compared in the light of Quranic sciences of Tafsir. The research shows that Prophet Muhammad's teachings and actions uphold human values and tolerance. The Prophet Muhammad never imposed anybody to become Muslim at that time. This paper rejects views and hostile

CC BY

blames of both western scholars. This paper also describes the context of the Prophet Muhammad treatment with Jews of Medina. While Prophet Muhammad has been criticized for taking advantage of this power and being violent, this article argues otherwise. Through the examples provided, it becomes evident that Prophet Muhammad preferred peace first and foremost at all times.

Key Words: The Holy Prophet, Watt, Spencer, Jews, Medina

تمہید

ریاست مدینہ کے یہودیوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر ریاست کے دستور کی خلاف ورزی کی تو حضور ﷺ نے از روئے دستور ایسے افراد کے خلاف بھی تادیبی کاروائی کی جو دستور کی خلاف ورزی اور بغاوت کے مرتکب ہوئے تھے اور ان کے یہودی قبائل کے خلاف بھی کارروائی کرتے ہوئے انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا۔ مستشرقین اس قسم کی تمام کارروائیوں کو خلاف انصاف بلکہ ظلم قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کا جرم فقط اتنا تھا کہ وہ پیغمبر رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو گوئی کرتے تھے۔ ان کے خیال میں یہودی قبائل بنو قینقاع اور بنو نضیر کو جلاوطن کرنے کے لئے جن واقعات کو بنیاد بنایا گیا وہ بالکل معمولی نوعیت کے تھے۔1 اور ان واقعات کی بنا پر ان کے خلاف اتنا بڑا سخت اقدام اٹھانا ٹھیک نہیں تھا اسی طرح بنو قریظہ سے سلوک بھی سفاکانہ عمل نظر آتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جن یہودی قبائل کے خلاف تادیبی کاروائی کی گئی ان کا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہی نہ تھا اور جب کوئی معاہدہ ہی نہ تھا تو عہد شکنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مستشرقین سب سے زیادہ جس بات پر زور دیتے ہیں وہ یہود کا مدینہ سے اخراج اور خصوصاً بنو قریظہ کے خلاف سخت کاروائی کے واقعات ہیں۔2 مستشرقین کہتے ہیں کہ آپ نے بنو نضیر کے ساتھ نعوذ باللہ مکر کیا یعنی جب آپ کمزور تھے تو ان سے معاہدہ کر لیا اور جب طاقتور ہو گیا تو عہد کو توڑ کر انہیں جلاوطن کر دیا۔3 اس موضوع پر جی-ایم-ڈرائی کاٹ (G.M Drycott) لکھتا ہے کہ "ایک یہودی کی مسلمان لڑکی کی بے عزتی کا قصہ اور اس کے ہم مذہب کا بدلہ لینا ایک من گھڑت افسانہ ہے اور یہ محمد کا قبیلہ (بنو قینقاع) کے خلاف غصے کو ظاہر کرتا ہے۔"4 ایک اور مستشرق کینن سیل (Canon sell) لکھتا ہے کہ "یہودی مشکل میں تھے کیونکہ حضرت محمد اپنے دشمنوں کو مدینہ سے نکالنا چاہتے تھے۔"5 مزید برآں حضرت محمد نے اراداتاً یہودیوں کے مضبوط قلعوں کے خلاف باری باری کروائی کی اور اپنی ناپسندیدہ نسل کو مدینہ اور قرب و جوار سے نکال باہر کیا۔6 روسٹن پائیک (Royston Pike) کے خیال میں "مدینہ سے یہودیوں کو نکالنے کا نبی کریم کا فیصلہ شرمناک ہے۔"7 مستشرق جان سٹون (John Stone) لکھتا ہے کہ "ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے حضرت محمد کے اس ظالمانہ فعل کی مذمت کی جائے۔"8

منہج تحقیق

یہ ایک بیانیہ تحقیق ہے جس کے لیے مواد کا انتخاب، تجزیہ اور تقابل کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں دونوں تفاسیر میں مشترک اور غیر مشترک پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لیے بیانیہ اور تقابلی طریقہ کو اختیار کیا گیا ہے۔ زیر بحث موضوع کے لیے بنیادی مواد اور

نمونہ تحقیق منٹگمری واٹ اور رابرٹ اسپنسر کی قرآن کمنٹریز ہیں۔ تحقیق کے مقصد کے لیے دونوں انگریزی قرآن کمنٹری کا مکمل جائزہ لیا گیا ہے۔ اور موضوع سے متعلق مباحث کے بارے دونوں اسکالرز کی آراء کا تنقیدی و تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

یہود مدینہ سے نبی کریم ﷺ کے تعلقات اور سلوک کے بارے میں اس موضوع پر مستشرقین کی طرف سے لگائے گئے اعتراضات کو کئی فاضل مصنفین نے اپنی تحقیقی تالیفات میں رد کیا ہے۔ جہاں تک زیر نظر موضوع Companion to the Quran (منٹگمری واٹ) اور Blogging the Quran (رابرٹ سپنسر) تو اس موضوع پر ابھی تک کسی سطح پر تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ برکات احمد نے "رسول اکرم اور یہود حجاز" کتاب لکھی ہے۔ اسی طرح یہودی مدینہ سے نبی کریم کے سلوک کے بارے میں منٹگمری واٹ کی آراء کو سرسری طور پر مدثر حسین نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے "نبی کریم کی فکر وسیرت میں تبدیلی کا استشراقی نظریہ۔۔۔ تحقیقی مطالعہ" میں بیان کیا گیا ہے مزید بر آں رابرٹ سپنسر کی یہود مدینہ سے سلوک کے بارے میں آراء کا تجزیہ ڈاکٹر سعید الرحمن اور سعید اختر کے مضمون Muhammad's (SAW) Treatment of the Jewish Tribes:A Critique of Robert Spencer's Views." جو کہ تحقیقی مجلہ بر جس میں شائع ہوا میں بیان کیا ہے۔ اسی لحاظ سے یہ ایک نیا اور منفرد تحقیقی کام ہو گا۔

Companion to the Quran (منٹگمری واٹ)[9] اور Blogging the Quran (رابرٹ سپنسر)[10] کی پیغمبر اسلام کی یہود مدینہ سے سلوک پر آراء

منٹگمری واٹ بنو قریظہ سے سلوک کے بارے اپنی قرآن کمنٹری میں لکھتے ہیں:

> "The Jewish tribe of Qurayza in the south-east of the oasis intrigued with the enemy during the siege, and afterwards was besieged in their forts by the Muslims until they surrendered, when the men were put to death and the women and children sold as slaves."[11]

نخلستان کے جنوب مشرق میں قریظہ کے یہودی قبیلے نے محاصرے کے دوران دشمن سے مقابلہ کیا اور اس کے بعد جب تک انہوں نے ہتھیار نہیں ڈالے۔ مسلمانوں نے ان کو قلعوں میں محصور کر دیا، جن کے مردوں کو قتل کر دیا گیا اور خواتین اور بچوں کو غلام کے طور پر فروخت کر دیا گیا۔

بنو قریظہ کی مسلم دشمنی کا اعتراف خود واٹ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "Probably means that the Muslims had not in this district of Medina because of the hostility of Qurayza." 12

شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ بنو قریظہ کی دشمنی کی وجہ سے مسلمان مدینہ کے اس علاقہ میں نہیں تھے۔

پروفیسر واٹ بنو قینقاع کے مدینہ سے اخراج کے بارے میں لکھتا ہے:

"but the first Jews to be expelled were Qaynuqa' in April 624."[13]

لیکن پہلے جن یہودیوں کو اپریل 624 میں نکال دیا گیا وہ بنو قینقاع تھے۔

منٹگمری واٹ بنو قریظہ سے سلوک کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"Perhaps no more than 'opposed'; the story in the biography of Muhammad is that they tried to kill him by dropping a large stone on him while he sat with his back resting on one of their houses discussing a question of blood-money."[14]

شاید 'مخالفت' سے زیادہ کچھ نہیں؛ سیرت محمد (ﷺ) میں کہانی یہ ہے کہ انہوں نے ان پر ایک بڑا پتھر پھینک کر انہیں مارنے کی کوشش کی جب وہ خون بہا کی رقم کے سوال پر گفتگو کرتے ہوئے ان کے گھروں میں سے ایک کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ بنو نظیر کے واقعہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"An-Nadir surrendered when they saw the Muslims cutting down their palms; this was regarded as an underhand practice-----.An-Nadir did not yield to an attack, but surrendered when they saw palm-trees being destroyed."[15]

بنو نضیر نے ہتھیار ڈال دیئے جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے درخت کاٹ رہے ہیں۔ اس کو ایک زیر عمل مشق سمجھا جاتا تھا-----بنو نضیر نے حملہ نہیں کیا، لیکن جب انہوں نے کھجور کے درختوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو ہتھیار ڈال دیئے۔

اسپنسر کے بقول اسلام یہودیوں اور یہودیت کے خلاف ہے اسکے نزدیک اسلام اور یہود کے تصورِ رواداری میں واضح فرق ہے۔[16] وہ لکھتا ہے کہ پاک پیغمبر (ﷺ) کا مقصد یہودی علماء کا قتل کرنا تھا۔[17] رابرٹ اسپنسر بنو قریظہ سے عہد توڑنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "Then to make matters even worse, a tribe of Jews in Medina, the Banu Qurayzah, broke their covenant with Muhammad (perhaps after seeing how Muhammad had exiled two other Jewish tribes, the Banu Qaynuqa and Banu Nadir)."[18]

پھر معاملات کو اور بھی خراب کرنے کے لیے، مدینہ میں یہودیوں کے ایک قبیلے، بنو قریظہ نے محمد (ﷺ) کے ساتھ اپنا عہد توڑ دیا (شاید یہ دیکھ کر کہ محمد (ﷺ) نے یہودیوں کے دو دوسرے قبائل بنو قینقاع اور بنو نضیر کو جلاوطن کیا تھا)۔

رابرٹ اسپنسر بنو قینقاع کے اخراجِ مدینہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے لکھتا ہے:

> "Muhammad then granted him his request, agreeing to spare the Qaynuqa as long as they turned over their property as booty to the Muslims and left Medina, which they did forthwith."[19]

اس کے بعد محمد (ﷺ) نے ان کی درخواست منظور کر لی اور معاف کرنے پر راضی ہو گئے، جب تک کہ انہوں نے اپنی جائیداد کو مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے حوالے کر دیا نہ اور مدینہ چھوڑ دیا، جو انہوں نے فوراً ہی کیا۔

رابرٹ اسپنسر بنو نضیر سے سلوک کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "The Prophet of Islam ordered his Muslims to march out against the tribe and lay siege to them. During the siege, he ordered that the date palms of the Banu Nadir be burnt. The Nadir Jews, surprised, asked him: "Muhammad, you have prohibited wanton destruction and blamed those guilty of it. Why then are you cutting down and burning our palm-trees?" Allah justified

Muhammad's action by explaining that he cut down the trees "by Allah's leave" (v. 5). Islamic apologists frequently cite Muhammad's prohibition against wanton destruction — but don't mention Muhammad's own violation of this decree, and Allah's endorsement of the violation."[20]

پیغمبر اسلام نے اپنے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قبیلے کے خلاف حملہ کریں اور ان کا محاصرہ کریں۔ محاصرے کے دوران، اس نے حکم دیا کہ بنو نضیر کی کھجوریں جلادی جائیں۔ بنو نضیر کے یہودیوں نے حیرت سے ان سے پوچھا: "محمد (صلى الله عليه وسلم)! آپ نے ناجائز تباہی کی ممانعت کی ہے اور اس میں قصورواروں کو مورد الزام ٹھہرایا ہے۔ پھر آپ ہمارے کھجور کے درختوں کو کیوں کاٹ رہے ہیں؟ اللہ نے محمد (صلى الله عليه وسلم) کے اس عمل کو جواز بنا کر یہ ثابت کیا کہ انہوں نے "اللہ کے حکم سے" درختوں کو کاٹ لیا۔ مسلم فقہاء متعدد بار محمد کی تباہی کے خلاف ممنوعیت کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن محمد کے اس فرمان کی خود خلاف ورزی اور اللہ کی توثیق کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔

رابرٹ اسپنسر بنو قریظہ سے سلوک کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Then, that which they did not expect came to them from Allah, and Allah's Messenger forced them to leave Al-Madinah."[21]

پھر جو ان کی توقع نہیں تھی وہ اللہ کی طرف سے ان کے پاس آیا، اور اللہ کے رسول نے انہیں مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔

اعتراضات کا تنقیدی، تحقیقی و تقابلی جائزہ

زیر بحث مستشرقین کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ یہود مدینہ میں کئی صدیوں سے رہائش پزیر تھے لیکن پیغمبر اسلام صلى الله عليه وسلم نے باہر سے آکر وہاں قبضہ کیا اور انہیں ختم کیا اور جو بچ گئے انہیں جلاوطن کر دیا۔ لیکن حقیقت میں پیغمبر اسلام صلى الله عليه وسلم کا رویہ ان کے ساتھ نہایت مشفقانہ رہا، حتی کہ جن امور میں وحی الہیٰ سے رہنمائی نہ ملی ہوتی تو آپ صلى الله عليه وسلم اہل کتاب کی بات کو مدِ نظر رکھتے۔ پیغمبرِ اسلام صلى الله عليه وسلم کو انہیں پیغامِ الہیٰ پہنچانے کے لیے کہا گیا کہ آپ صلى الله عليه وسلم انہیں ایسی انصاف والی بات کی طرف بلائیں جو تمہارے اور ان کے درمیان مشترک ہے۔[22] ایک اور جگہ اسی طرح ارشادِ ربانی ہوا کہ "اور اہل کتاب سے عمدہ طریق سے بحث کریں سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظالم ہیں۔[23]

اس سلسلے میں ایک اصولی اور بنیادی بات جس سے کوئی باشعور آدمی انکار نہیں کر سکتا یہ ہے کہ ہر معاہدہ میں طرفین پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اگر وہ ذمہ داری ادا نہ کی جائے تو معاہدے کا کوئی معنی اور قدر و قیمت نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں معاہدہ اور صلح نامہ کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہوتا کہ معاہدہ ہو جانے اور امان مل جانے کے بعد مفتوح قوم جو شرارت چاہے کریں جس طرح چاہیں فساد و بدامنی پھیلائیں، حکومت کے خلاف سازشیں کریں، دشمنوں سے گٹھ جوڑ کریں اور حرکات پر ان سے کوئی بازپرس نہ کی جائے۔ یہود کی طرف سے عہد شکنی کے متعدد واقعات میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہود کے کسی ایک قبیلہ کی عہد شکنی کی خاموش تائید کرنے کے باوجود سب قبائل کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ لیکن جب تک کوئی قبیلہ کھلم کھلا عہد شکنی کا مرتکب نہیں ہوا اس کے خلاف تادیبی کاروائی نہیں کی گئی۔ یہود کے اس رویے اور طرز عمل کو دیکھتے ہوئے نبی رحمت نے ان کے حسد، عناد اور فتنہ وفساد کے انسداد اور مدینہ کی سماجی سیاسی اور دفاعی ضرورتوں کے پیش نظر ہجرت کے تھوڑا عرصہ بعد مہاجرین و انصار اور یہودی مدینہ کے درمیان ایک تحریری معاہدہ فرمایا۔ اس معاہدہ کے ایک عرصہ بعد اہل کتاب سے جزیہ لینے کی آیات نازل ہوئی تھی۔24 لیکن ان آیات کے نزول کے باوجود رسول نے ان کو سابقہ معاہدہ پر ہی رہنے دیا۔ کسی قسم کے جزیہ کا ان یہود اہل کتاب سے مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اتنی رعایت اور نظر کرم کے باوجود بھی جب یہ لوگ پیغمبر اسلام کی اسلام دشمنی اور دشنام طرازیوں سے باز نہ آئے تو مجبورا ان کے خلاف اقدامات کئے گئے۔25

عصر حاضر کے معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908-2002) نے بڑی صراحت اور دلائل سے اسے معاہدے کی بجائے دستور بلکہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔26 اس معاہدے پر سید صباح الدین (1911-1987) نے لکھا ہے کہ یہ معاہدہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کی فراغ دلی اور مذہبی رواداری کی ایک ایسی مثال ہے جس پر دنیا ناز کر سکتی ہے۔27 جن قبائل سے آپ نے یہ معاہدہ فرمایا ان میں یہودی نسل کے تینوں بڑے بااثر قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ شامل تھے۔28 مدینہ کے تینوں یہودی قبائل ہر طرح سے آزاد اور پر امن تھے۔ لیکن انہوں نے خود ہی پر امن زندگی میں رخنہ ڈال کر دنگا فساد کی راہ اختیار کی۔29

وہ حضرت محمد ﷺ کی شان میں نامناسب کلمات استعمال کرتے اور قرآن کے الفاظ نماز کے کلمات اور مسلمانوں کی عام راہ و رسم کے الفاظ کا تلفظ جان بوجھ کر کچھ اس طرح بگاڑ دیتے کہ مہمل اور مضحکہ خیز یا کلمات کفر بن جاتے۔ ایک پیغمبر کی حیثیت سے آپ ﷺ دشمنوں کے طعنوں اور بدزبانیوں کو برداشت کر سکتے تھے لیکن رئیس مملکت کی حیثیت سے اور تقریبا مسلسل جنگ کے زمانہ میں ایک جرنیل کی حیثیت سے جبکہ مدینہ عسکری مدافعت کی حالت میں اور ایک قسم کے فوجی نظم و نسق کے تحت تھا، آپ (ﷺ) کے لیے چشم پوشی کرنا ناممکن تھا۔[30] حقیقت میں یہود مدینہ نے سرکار دوعالم اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی، خفیہ سازشیں کیں، بغاوت کے منصوبے بنائے، آپ ﷺ کے کھانے میں زہر ملایا، آپ ﷺ کو شہید کرنے کی تدبیریں سوچیں اور اسلام اور مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، اس کی وجہ یہودیوں میں حسد، تنگ دلی اور جمود و تعصب کا پایا جانا تھا۔[31]

بہر کیف ان غداران ریاست کے خلاف تادیبی کارروائیوں اور اس کے وجوہ و اسباب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

بنو قینقاع کا اخراج اور اس کی وجہ

مدینہ کے یہودی قبائل میں بنو قینقاع دیگر قبائل کے مقابلے میں تعداد میں زیادہ اور پیشہ کے لحاظ سے زرگر تھے۔ غزوہ بدر کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور ایسی حرکات کی جو دستور سے کھلی بغاوت اور جنگ کی دعوت کے مترادف تھیں۔ سب سے پہلے اس قبیلہ نے میثاق مدینہ کی عہد شکنی کی۔[32]

غزوہ بدر کے بعد ان کی شرارتوں اور حرکات کو دیکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان کے اپنے ہی بازار "سوق بنی قینقاع" میں جمع کیا اور فرمایا کہ "اے یہود! اسلام قبول کر لو قبل اس کے کہ تمہاری اوپر بھی وہی افتاد پڑے جو قریش مکہ پر پڑ چکی ہے۔[33] اس پر انہوں نے حضور اکرم ﷺ جو رئیس ریاست بھی تھے، کو جو دھمکی آمیز جواب دیا وہ ہتک آمیز اور بغاوت کے مترادف ہی نہیں بلکہ اعلان جنگ تھا۔ انہوں نے کہا کہ "اے محمد ﷺ آپ اس دھوکہ میں نہ رہیے کہ آپ نے قریش کے ایسے چند آدمیوں کو قتل کر دیا جو ناتجربہ کار تھے اور لڑنا نہیں جانتے تھے اگر آپ نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو آپ جان لیں گے کہ ہم بھی کوئی لوگ ہیں اور آپ نے ہم جیسے لوگوں کے ساتھ کبھی مڈ بھیڑ نہیں کی۔"[34] یہود اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہونے کے باوجود خونریزی کرنا اور جنگ کی دھمکی دینا دھوکہ دہی، خیانت اور عہد شکنی نہیں تو اور کیا ہے۔[35]

بنو قینقاع کے طرف سے یہ معاہدہ کی خلاف ورزی اور واضح اعلان جنگ تھا اس کے باوجود آپ ﷺ خاموشی سے واپس تشریف لائے۔36 مگر اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی بدتمیزی اور شرم واخلاق سے عاری حرکت کی جس پر ان کے خلاف کاروائی ناگزیر ہو گئی۔ وہ یہ کہ ایک مسلمان خاتون نقاب پوش ان کے بازار میں آئیں۔ ایک دکاندار نے ان کے ساتھ شرارت کی جس پر وہ بے پردہ ہو گئی۔37 اس مظلوم کی پکار پر ایک غیرت مند مسلمان نے اس یہودی دکان دار کو مار ڈالا اور یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا۔38 منٹگمری واٹ نے بھی ان کی شرارت اور بدتمیزی کا اعتراف کیا ہے۔39 فضا کشیدہ تھی اور مقتول مسلمان کے ورثاء اور ان کے حلیف بگڑے تو پوری یہودی آبادی مسلم آبادی پر ٹوٹ پڑی۔ یہ دیکھ کر حضرت محمد ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا وہ قلعہ بند ہو گئے۔ پندرہ دن تک محاصرہ رہا۔ آخر کار راشن پانی بند ہونے کی وجہ سے اس بات پر راضی ہو گئے کہ ان کے بارے میں آپ ﷺ جو فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہو گا۔ حضور انہیں بغاوت کی سزا میں قتل کرنا چاہتے تھے مگر ان کے حلیف عبد اللہ بن ابی کی پر زور سفارش پر انہیں مدینہ منورہ سے باہر بچوں سمیت باحفاظت نکلنے کی اجازت دے دی۔ البتہ ان کے ہتھیار اور اموال ضبط کر لیے گئے۔40 اصولی اور قانونی طور پر بنو قینقاع کی یہ سزا ان کی سرکشی، دستور کی خلاف ورزی، بغاوت اور ایک مسلمان خاتون کی عزت نفس اور عفت وعصمت پر حملہ کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھی۔41 ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "وقت رخصت رسول اللہ نے یہود کو اجازت دی کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں جب چاہے مدینہ آسکتے ہیں مگر اس شرط پر کے ان کا قیام تین دن سے زیادہ نہیں ہو گا۔"42

بنو نضیر کی جلاوطنی اور اس کا سبب

بنو قینقاع کی جلا وطنی کے بعد یہود کا دوسرا قبیلہ بنو نظیر بھی مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا گیا۔ بنو نضیر نے بھی اعلانیہ اس معاہدے کی خلاف ورزی کی جو ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان طے پایا تھا انہوں نے عملاً دو بار نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی ناپاک سازش کی۔[43]

منٹگمری واٹ اور دوسرے مستشرقین نے بھی بنو نظیر کی اس مجرمانہ اور باغیانہ حرکت اور سازش کا اعتراف کیا ہے۔[44] اس کے بعد آپ (ﷺ) نے بنو نضیر کے پاس یہ تحدیدی پیغام بھیجا کہ دس دن کے اندر مدینہ خالی کر دیں۔ پر امن طور پر مدینہ خالی کرنے کی صورت میں انہیں یہ رعایت بھی دی گئی کہ ان کے باغات پر ان کی ملکیت تسلیم کی جائے گی اور ان کی پیداوار پر انہی کا حق ہو گا۔ بنو نضیر نے عبد اللہ بن ابی کے اکسانے پر اس کی مدد کے وعدے پر یہ تحدیدی پیغام رد کرتے ہوئے قلعہ بندی کر لی جو ایک طرح کا اعلان جنگ تھا۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔[45] الغرض بنو نضیر کی غداریوں اور عیاریوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان پر حملہ کر دیا۔ پندرہ دن تک ان کا محاصرہ فرمایا۔ قلعہ کے اندر جو ان کے درخت تھے انہیں کٹوا دیا بالآخر وہ خائب و خاسر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا دس دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو۔۔ مگر اس کے باوجود جب انہوں نے جان بخشی کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اسے قبول کر لیا اور شاید جان بچ جانے کی خوشی میں جشن مناتے اور گانے گاتے ہوئے مدینہ منورہ سے جلا وطن ہو گئے۔[46] اس واقعہ کی مستند ذرائع سے پوری تفصیل کے بعد رابرٹ اسپنسر کے سب اعتراضات کی نفی ہوتی ہے۔[47]

بنو قریظہ کے خلاف کاروائی کا محرک اور اسکی وجوہات

شوال (5ھ) میں خیبر کے یہودی سرداروں کے ایماء پر قبائل عرب نے غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کے موقع پر مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا تو میثاق مدینہ کی رو سے بنو قریظہ کا فرض تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مقابلہ اور مدینہ منورہ کا دفاع کرتے۔[48] ابتدا میں خندق کی کھدائی کے لئے اوزار کے ذریعے انہوں نے تعاون بھی کیا۔[49] لیکن پھر بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب (م628ء) کے کہنے اور معروضی حالات کے پیش نظر انہوں نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کا کوئی امکان نہیں انہوں نے شہر کے امن سے خلل اندازی شروع کر دی۔[50] حضور اکرم ﷺ نے ان کے پاس آدمی بھیجے اور انہیں معاہدے کی پابندی یاد دلائی تو انہوں نے کہا" : محمد کون ہیں؟ ہم ان کی بات نہیں مانیں گے ہمارا ان کے ساتھ کوئی عہد وپیماں نہیں۔"[51]

بنو قریظہ کے یہودیوں نے اس قلعہ پر حملے کی سازش بھی کی جس میں مسلمانوں نے عورتوں اور بچوں کو حفاظت کے لیے جمع کر رکھا تھا۔[52] لہذا رابرٹ اسپنسر کا بنو قریظہ کے متعلق یہ دعویٰ کرنا خلاف حقیقت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے محاصرے کے دوران غیر جانبدار تھے۔

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں: "بنو قریظہ عہد شکنی کے بعد قلعوں اور برجوں سے نکل کر شہر میں گشت کیا کرتے تھے اور یوں خوف و ہراس پھیلاتے تھے۔"53 اسی طرح منٹگمری واٹ بنو قریظہ پر حضور (ﷺ) کے حملہ اور ان کے محاصرہ کا بنیادی سبب بیان کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ "اس محاصرہ کی وجہ یہ تھی کہ ان کی ظاہری حرکات اگرچہ ٹھیک تھی

لیکن وہ دشمنان محمد کے ساتھ خفیہ سازش اور منصوبہ بندی کر رہے تھے اور ایک موقع پر تو آپ کے پیچھے سے حملہ کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ یوں وہ ریاست مدینہ کے خلاف مجرمانہ سرگرمیوں کے جرم کے مرتکب ٹھہرے۔"54

جب کفار محاصرہ اٹھا کر چلے گئے تو حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ کو اپنے طرز عمل کی وضاحت کے لئے طلب فرمایا وہ لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ مسلمانوں نے حضرت جبرائیل کی ہدایت پر ان کا محاصرہ کر لیا محاصرہ پچیس دن جاری رہا۔ جب انہیں اپنی شکست کا یقین ہو گیا تو انھوں نے پیشکش کی کہ ان کے حلیف قبیلہ بنو اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ (م627ء) ان کے بارے جو فیصلہ کریں انہیں وہ فیصلہ منظور ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ حضرت سعد کو طلب کیا گیا انہوں نے بغیر کسی دباؤ کے بنو قریظہ کے جرائم اور تورات حکم کے مطابق ایسا فیصلہ دیا کہ جس پر حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ "تم ان کے معاملے میں اللہ کے حکم تک پہنچ گئے ہو"۔ بہر کیف انہوں نے کہا کہ "بنو قریظہ کے جنگجو مرد قتل کر دیے جائیں اور عورتیں اور بچے مملوک غلام بنا لیے جائیں مزید برآں ان کے اموال ضبط کر کے تقسیم کر دیئے جائیں"۔[55] اس کے بعد اس فیصلے پر عمل درآمد کیا گیا۔[56] ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول اگر بنو قریظہ خود آپ ﷺ کو حکم بناتے تو شاید رحمت کا مظاہرہ ہوتا۔ لیکن ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا گیا جو یہودی اپنے دشمنوں سے کرتے ہیں۔[57]

سید امیر علی (1849-1928) کہتے ہیں کہ "ہمیں ان لوگوں کے جرائم کو پیش نظر رکھنا چاہیے ان کی غداری، ان کی کھلم کھلا دشمنی اور ان کا ایک ایسے معاہدے سے انحراف جس کی پابندی کا انہوں نے حلف اٹھایا تھا۔ ان لوگوں پر جو کچھ گزری ہے وہ ان کے اپنے کیے کی سزا تھی اگر سعد بن معاذ کے فیصلے کے بغیر بھی قتل کر دیا جاتا تو یہ اس زمانے قوانین کے بالکل مطابق ہوتا۔[58]"

جبکہ علامہ شبلی نعمانی (1857-1914) نے زیر بحث اعتراض کا فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بنو قریظہ کے متعلق مخالفین اسلام نے بڑے زور کے ساتھ ظلم و بے رحمی کا اعتراض کیا ہے۔ لیکن واقعات حسب ذیل ہیں: مدینہ میں آکر نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کیا جس سے ان کو مذہب کی پوری آزادی دی گئی اور جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ بنو نضیر رتبہ میں بنو قریظہ سے کم تھے یعنی بنو نضیر کا کوئی آدمی بنو قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تھا تو اس کو صرف آدھا خون بہا دینا پڑتا تھا بخلاف اس کے بنو قریظہ پورا خون بہا ادا کرتے تھے۔ حضرت نے بنو قریظہ پر یہ احسان کیا کہ ان کا درجہ بنو نضیر کے برابر کر دیا۔ حضرت محمد ﷺ نے بنو قریظہ سے بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت دوبار تجدید معاہدہ کیا۔ انہوں نے عہد شکنی کی اور جنگ احزاب میں شریک ہوئے۔ ازواج مطہرات پر حملہ کرنا چاہا۔ ان حالات کے ساتھ بنو قریظہ کے ساتھ اور کیا سلوک کیا جا سکتا تھا۔؟[59] حضرت سعد کا یہ فیصلہ انتہائی عدل و انساف پر مبنی تھا کیونکہ بنو قریظہ نے مسلمانوں کی موت و زیست کے نازک ترین لمحات میں خطرناک بدعہدی کے علاوہ مسلمانوں کے خاتمے کے لیے ڈیڑھ ہزار تلواریں، دو ہزار نیزے، تین سو زرہیں اور پانچ سو ڈھالیں مہیا کر رکھی تھیں۔[60]

حضرت محمد ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف سے قبل انہیں اپنی دینی شعار کے بارے میں جو آزادی حاصل تھی حضرت محمد ﷺ نے اس آزادی کو برقرار رکھا۔[61] فسادی ذہن کے مالک اور شرپسند یہودیوں کے اخراج کے بعد مدینہ سے بدامنی اور فساد

کا قلع قمع ہو گیا۔ یہود اب بھی مدینہ منورہ میں باقی تھے لیکن وہ پر امن شہری تھے جن سے حضور اکرم ﷺ کا ہمیشہ لین دے رہا اور جن سے کبھی تعارض نہ کیا گیا۔ یہود مدینہ کے خلاف درج بالا جنگی کارروائی کی گئی وہ امن و امان کے قیام اور قانون کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے تھی اس کے پیچھے کوئی متعین پالیسی یا مذہبی و نسلی دشمنی وغیرہ کے جذبات نہ تھے۔ اس لئے بقیہ یہود کے ساتھ حضور اکرم نے ہمیشہ حسن سلوک فرمایا۔ پیر کرم شاہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ اس قسم کے خطرناک عناصر کا سدِ باب ریاست اور امن کی خاطر ضروری تھا اور یہی کچھ مسلمانوں نے کیا۔ کسی بھی مہذب معاشرے کے معیار کے مطابق مسلمانوں کا یہ عمل معیوب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب یہ کاروائیاں مسلمان یا اسلامی ریاست اپنے داخلی امن اور سلامتی کی خاطر سر انجام دیں تو مستشرقین اس قسم کی کاروائیوں کو قابلِ اعتراض سمجھتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ سخت کاروائیاں ان کی پسندیدہ حکومتیں غداروں اور سازشیوں کے خلاف کریں تو وہ انہیں تشدد پسندی کی بجائے قانون کی حکمرانی قرار دیتے ہیں۔ مستشرقین کا یہ رویہ غیر جانبداری، انصاف پسندی اور علمی تحقیق کے استشراقی دعوؤں کے خلاف ہے۔[62] یہودِ مدینہ کو مذہبی آزادی حاصل تھی یہ لوگ شروع دن سے مدنی ریاست کے باشندے تھے اور ان کو تمام وہ حقوق حاصل تھے جو تمام مسلمانوں اور یہود کو حاصل تھے لیکن جب یہ لوگ انفرادی طور پر سازشوں اور خیانتوں میں ملوث ہوئے تو ان کو سزا ملی۔[63] اس ضمن میں ضیاء النبی کے مصنف لکھتے ہیں:

> ابتدا سے ہی نظریاتی مخالفت کے باوجود حضور اکرم ﷺ نے انہیں ریاست مدینہ کے پر امن شہری قرار دیا تھا اور ان کے تمام حقوق کی ضمانت اور حفاظت بھی دی تھی۔ انہیں اسلام کی نظریاتی مخالفت کی سزا ملی تھی بلکہ انہیں جس جرم کی سزا ملی تھی وہ جرم یہ تھا کہ انہوں نے ریاست مدینہ کے پر امن شہریوں کی دل آزاری کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ انہوں نے نہ صرف شہری امن و امان کو خطرے میں ڈالنے کی شازشیں کی تھی بلکہ انہوں نے مدینہ کی ریاست کو تباہ و برباد کرنے کے لئے مسلمانوں کے ان دشمنوں سے ساز باز بھی کی تھی جو ہر قیمت پر اس ریاست کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ اور کئی بار مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔[64]

علامہ ابنِ حجر (1372-1449) لکھتے ہیں کہ "یہود میں سے سب سے پہلے واقعہ بدر کے بعد بنو قینقاع نے اپنے وعدے کو توڑا۔ یہود کے ساتھ اللہ کے نبی نے قتال کیا اور ان کو مدینہ سے نکال دیا۔"[65] نبی کریم ﷺ کے نرم رویے کا بھی یہود پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اسلام کے بدترین دشمن بن گئے۔[66] رابرٹ اسپنسر کا یہ اعتراض کہ اللہ کے نبی متشدد تھے اور انہوں نے یہود کے تینوں قبائل پر ظلم کیا اور ان کو مدینہ سے نکال دیا کسی طور پر درست نہیں ہے کیونکہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ ان لوگوں کو سزا خیانت اور غداری کی وجہ سے ملی تھی اور اسلام قبول نہ کرنا ان کی سزا کا سبب نہ تھا۔ اسلامی اسکالر مصطفی زید نے یہود سے متعلق اسپنسر کی رائے کو گمراہ کن قرار دیا ہے۔[67] منٹگمری واٹ نے کئی یہودیوں کی سازشوں کا اعتراف اپنی کتاب میں کیا ہے۔[68] منٹگمری واٹ مغربی اسکالرز کے اس خیال کی تردید کرتا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال سب یہود کو مدینہ سے نکال دیا گیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ "مدینہ میں کچھ نہ کچھ یہودیوں کی ہمیشہ موجودگی بعض یورپی سکالرز کی اس نظریے کے خلاف ایک دلیل ہے کہ ہجرت کے بعد دوسرے سال محمد نے یہ پالیسی اختیار کر لی تھی کہ وہ سب یہودیوں کو اس لیے مدینہ

سے نکال دیں گے کہ وہ یہودی تھے۔ بنابریں انہوں نے یہود کے خلاف انتہائی بے رحم پالیسی اختیار کی۔ اس قسم کی بے رحمانہ اور ظالمانہ پالیسیاں اپنانا محمد کا طریقہ نہیں تھا۔69 لیکن واٹ یہ بتانے میں محتاط ہے کہ ان تین قبائل کے مدینہ چھوڑنے کے بعد بھی، یہودی برادری سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد اور گروہ اب بھی مدینہ میں موجود تھے۔ پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: "مسلمانوں نے جن علاقوں کو فتح کیا تھا ان کو یہود و نصاریٰ سے پاک کرنے کی پالیسی پر انہوں نے کبھی عمل نہیں کیا تھا۔"[70] سٹینلے لین پول (Stanley Lane-Poole، 1854-1931ء) اس بات کو تسلیم کرتے ہیں" محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کا رویہ یہود کے ساتھ انتہائی شفیقانہ تھا اور انھیں بلاروک ٹوک اپنے مذہب اور عقائد پر عمل کرنے کی اجازت تھی۔"[71] اسکالر فیڈ میگرا ڈونر (Donner، پیدائش 1945) یہودیوں کے ساتھ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے رویہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسلام مسلم سرزمین کے تحت رہنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین کسی بھی امتیازی سلوک کی حمایت نہیں کرتا ہے۔ مدینہ کے باشندے مذہبی اور ثقافتی لحاظ سے بالکل مختلف تھے، پیغمبر اسلام (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے مدینہ میں ایک متنوع طبقہ خصوصاً یہودیوں کے ساتھ پہلی ریاست قائم کی۔[72]

مدینہ میں یہودیوں کی مسلسل موجودگی اس نظریہ کیخلاف ایک دلیل ہے جو چند یورپی مفکرین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہجرت کے دو سال بعد مدینہ سے تمام یہودیوں کی صفائی کی پالیسی اپنائی اور اس پالیسی پر بڑھتی ہوئی شدت کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سوچ زمانہ حاضر کی بنیادوں اور اپنے بلند پایہ مقاصد کے بارے میں بڑی متوازن تھی اور اسی سوچ کی روشنی میں آپ تازہ بدلتے ہوئے حالات کے عین مطابق روزمرہ کے لئے منصوبہ سازی کرتے تھے۔ پہلے دو یہودی قبائل پر حملے دو واقعات سے بڑھ کر کچھ نہ تھے لیکن ان کے پیچھے نہایت اہم مخفی وجوہات تھیں۔ یہودی عام طور پر قرآنی آیات کی لفظی تنقید سے اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دشمنوں اور منافقین کو سیاسی مدد بھی دے رہے تھے۔ جیسے ہی یہودیوں نے یہ مخالفانہ سرگرمیاں چھوڑ دیں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں آزادانہ طور پر مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ یہودیوں کے تین بڑے قبائل اپنی مسلسل وعدہ خلافیوں پر ریاست کے خلاف مختلف سازشوں کی بنا پر مدینہ منورہ سے نکال دیے گئے تھے۔ خصوصاً بنی قریظہ نے عین حالت جنگ میں اہل مدینہ کو اندر سے تباہ کر دینے کی پوری کوشش کی یہ سب کچھ اس کے باوجود ہوا کہ وہ ریاست مدینہ کے ساتھ مکمل وفاداری کا حلف اٹھا چکے تھے۔

خلاصہ بحث

اس موضوع پر بھی عام مستشرقین کے ایک گروہ نے سخت دریدہ دہنی سے کام لیا ہے واٹ ان باغی اور جنگ پسند یہودیوں کے خلاف کاروائی کا جواز پیش کرتے ہوئے صاف الفاظ میں تسلیم کرتا ہے:

> "(ایک تو) یہ لوگ بہت پہلے سے پیغمبر اسلام کے خلاف دشمنوں کی سازش میں شریک تھے (اور دوسرے) قرآن کی آیات کے ساتھ تمسخر اور تضحیک کا رویہ اختیار کر کے اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کے درپے تھے۔ جب تک وہ اپنی معاندانہ سرگرمیوں سے باز رہے محمد نے انہیں مدینہ میں بے دھڑک رہنے کی اجازت دیے رکھی۔"[73]

اس تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ واٹ کی اس موضوع پر آراء اس کے تعصب کے باوجود کچھ نہ کچھ معتدل ہیں۔ جبکہ رابرٹ اسپنسر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ معروف انداز سے کرتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ بھی پرانے تعصبات اور موروثی توہمات سے نہیں نکل پایا ہے۔ اُس کی آراء کی معتصبانہ اور اسلام دشمنی پر مبنی ہے وہ منظرانہ انداز میں سیرتِ نبوع کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتا ہے اور حقائق کے برعکس آراء پیش کرتا ہے۔

References

[1]Dr. Hāfiz Muhammad Sa'ad ullāh, *Islāmī Riāsat aur Ghair Muslim Shehrī* (Lahore: Aks Publication , n.d), 628.

[2]Abdul Qādir Jīlānī, *Islām, Paghamber e Islām aur Mustashraqīn Maghrib kā andāz e fikar* (New Dehli: Aaraib Publication, 2007), 325.

[3] Abul A'lā Maudūdī, *Al-Jihād Fī al-Islām* (Lahore: Holy Quran Complex, 2006 AD),302.

[4] G.M. Draycott, Muhammad: Founder of Islam (New York: Dood,Mead & Company,1916),177.

[5] Canon Sell, Life of Muhammad (London: Chiristian Literacy Society, 1913 AD), 160-161.

[6] Rev. Canon Edward Sell , Life of Muhammad,(London: Forgotten Books, 2018 AD) ,161.

[7] E Roystan Pike, Muhammad, Founder of the religion of Islam (London:Weifen Field & Nicolson,1962 AD),49.

[8] P.D.Lacy Johnstone, Muhammad and His Power (New York:Charies Scribers's,1901 AD),17 .

[9] Dr. William Montgomery Watt is a famous Scottish Orientalist and Islamic Scholar. He was born *in 1909. He got his higher education from Edinburgh and Oxford Universities. The last Orientalist* died in 2006. He wrote many books and articles on Islam, Quran and life of the Prophet Muhammad. He also wrote a commentary of the Quran "Companion to the Quran" along with his other books on the Quran.

[10] Robert Spencer is an American anti-Islamic writer. He was born in 1962 and has a background in Catholic Christianity. He got his Master Degree from University of Chapal Hill. He is a Director of the website Jihad Watch. He has published more than twenty books on Islam, Quran and other themes. His two books have been the New York Times best seller books. He also wrote a Quran commentary, "Blogging the Quran". His has planned to publish his new Quran commentary, "The Critical Quran: The key Islamic commentary and Contemporary Historical Research" in November 2021

[11] William Montgomery Watt, Companion to the Quran: Based on The Arberry Translation (London: George Allon & Unwin Ltd., 1969), 192.
[12] Watt, Companion,192.
[13] Watt, Companion,259.
[14]Watt, Companion, 259.
[15]Watt, Companion,259
[16] Spencer, Truth about Muhammad, 164.
[17] Zayed, The Lies about Muhammad, (New York:Create Space,2010),52.
[18] Robert Spencer, Blogging the Quran,121,accessed November 4, 2013. . http://www.jihadwatch.org
[19] Spencer, Blogging,158.
[20] Spencer, Blogging,153.
[21]Spencer, Blogging,152.
[22]Al-Imrān 3:64.
[23]Al-'Ankabūt 29:44.
[24]Al-Taobah 9:29
[25] Muhammad ezāz ullāh and Ibād ur Reḥmān,"A critical review of the orientalists' queries on theProphet's dealings with the people of book." ecta islamica 3 No.1(2015):18.
[26] Dr. Muhammad Hamīd Ullāh, *Ehd-e-Nabvī Main Nizām-e-Hukmarānī* (Lahore: Nigārshāt Publishers; 2014 AD),67-89.
[27] Syed Sabāh ud Dīn Abdul Rehmān, Islām Main Mazhabī Rawādārī (Lahore:Dār-al-Ashūr,2010 AD),70, 71.
[28]Ahmad Ibn Ali Ibn Hajar, Fatah Al-bārī *Sharaḥ Ṣahīḥ Al-Bukhārī* (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1989 AD),7:314.
[29] Muhammad ezāz ullāh and Ibād ur Reḥmān,"A critical review of the orientalists' queries on the Prophet's dealings with the people of book." ecta islamica 3 No.1(2015):26.
30S'ad Ullāh, *Islāmī Riyāsat,* 707.
30

[31] Maulānā Shokat 'Alī Qāsimī, "Islām main Dīgar Aqwām aur Ahle Mazahib k Sāth hussan-e-salūq," Monthly Daralualoom 93, No. 5&6 (2019): 6.
[32] Abdul Malik Ibn Hishām, *Al Sīrah al Nabavīyyah* (Egypt: Maktba'h al-Mu'āfā al-Bāb al-alb, 1955 AD), 3:54.

[33] Al-Imām Abū Abdullāh Muhammad Ibn Hasan al-Shaybānī, *Al-Siyar Al-Kabīr* (Cario: Dār al-Kutab Ilmiyah, 1997 AD), 4:5.
[34] Abū al-Fidā Hammād Ud Dīn Ibn-e-Kathīr, *Al-Sīrāh Al-Nabawiyya* (Lahore: Maktabah Qadūsiyah , 1996 AD),3:5.
[35] Ezāz Ullāh and Ibād ur Reḥmān,"A critical review of the Orientalists,21.
[36] Ali Ibn Burhān Ud Dīn Ḥalbī, *Al Sīraat Al-Ḥalbiyah* (Beirūt: Dār al-Ma'rfat, n.d), 2:475.
[37] Ibn-e-Hishām, *Al Sīrah al-Nabaviyyah,* 3:54.
[38]Ibn-e-Kathīr, Al-Sīrah Al-Nabawiyyah, 3:6.
[39] Watt, Muhammad: Prophet and Statesman,130.
[40]Abū Ja'far Muhammad Ibn Jarīr al-Tabarī , Tārīkh al-'Umām wal Malūk (Beirūt : Dār-e- Sevīdan ,1968 AD),2 :172.
[41]Sa'd Ullāh, *Islāmī Riyāsat,* 638.
[42] Hamīd [Ullāh]*, Paghambar-e-Islām,* 592.
[43]Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb Al Khirāj wa alfaiṣīḥ wa Al-Amārata Bāb Kaif Kān Ikhrāj Al-Yahūd Min al-Madīna, 2:73-74.
[44] Watt, Muhammad: Prophet and Statesman (London: Oxford University Press, n.d),149.
[45]Muhammad Ibn 'Umar Al-Wāqidī, *Kitāb al-maghāzī (*Beirūt: al-Majlis al-'Ilmī, 1972 AD),1: 367.
[46]Al-Wāqdī,*Kitāb al-maghāzī,1 : 367-369.*
[47] Syed Abū Al-'Alā Mudūdī, *Yahūdiat Qurān kī Roshnī mai* ,edt., Naeem Sidīqī and Abdul Al-Wakīl 'Alwī (Lahore: Idārah Tarjamān al-Qurān, 1995 AD), 177.
[48] Abū Abdullāh Muhammad Ibn S'ad Al-Baṣrī, Al-Ṭabqāt Al-kubrā (Beirūt: Dār al-Fikr,1994 AD), 2:288.
[49]Dr. Muhammad Hamīd Ullāh, *Rasūl-e-Akram Kī Siyāsī Zindagī* (Lahore: Dār al-Ishā'at, 2017 AD), 223.
[50] Al-Shaybānī, *Al-Siyar Al-Kabīr*, 4:5.
[51] Muhammad Hussain Haikal, *Ḥayāt-e-Muhammad* (Cairo: Anāfah al-'Arbia, 1947 AD), 333.
[52]Haikal, *Ḥayāt-e-Muhammad ,* 335.
[53] Haikal, *Ḥayāt-e-Muhammad ,* 439.
[54] Watt, Muhammad: Prophet and Statesman,149.
[55]Haikal, *Ḥayāt-e-Muhammad ,* 339.
[56] Al-Ṭabrī, *Tārīkh al-Amam wal Mulūk*, 2: 228.

[57] Dr. Muhammad Hamīd Ullāh, "*Jihād-e-Islāmī*," Monthly Bedari, No.4 (2004):26.
[58]Amīr Ali, *Rūḥ-e-Islām* (Dehlī: Islāmic Book Centre, 2005 AD),175-176.
[59] Allāma Shiblī Nu'mānī And Allāma Syed Sulemān Nadvī ‹Sīrat Un Nabī (Lahore: Al Burhān Nashrān O Tājrān Kutab 2006 AD),1 :262.
[60] Ṣafī Ul Raḥmān Mubārakpūrī, *Al Raḥīq al-Makhtūm* (Lahore: Al-Maktabāt al Salfiyah, 2018 AD), 429.

[61] Abū al-Qāsim Abu Raḥmān Ibn Abdullah*, Al-Rozul 'Unaf* (Beirūt: Dār al-Turāth al-'Arbī, 2000 AD), 2: 16.

[62] Pīr Muhammad Karam Shāh Al-Azharī, *Ziā Un Nabī* (Lahore: Ziā ul-Qurān Publications,2000),7: 11.
[63]Miān Mujāhid Shāh and Dr. Muhammad Naeem, "An Introduction to the Philosophy and Ethics of War in Islam," Journal of Religious Studies, University of Chitral 3 No.1 (2019): 109.
[64]Al-Azharī,Ziā un Nabī, 7: 14.
[65] Ahmed Ibn Alī Ibn Ḥajar, *Fataḥ al-Bārī* (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1989 AD),4:393.
[66] Dr. Aṭā Ul Reḥmān and Sa'īd Akhtar,"Muhammad's (SAW) Treatment of the Jewish Tribes: A Critique of Robert Spencer's Views,"Burjis 3,No.2 (2016): 7.
[67] Robert Spencer, Truth about Muhammad: Founder of the World's Most Intolerant Religion (New York :Regnery Publishing, 2007), 37-38.
[68] Watt, Muhammad at Medina (London: Oxford University Press, 1956 AD),178-179.
[69]

[70] Al-Azharī,Ziā Un Nabī,7: 15.
[71] Stanley LanePoole,The Prophet and Islam(Lahore:National Book Society, 1959 AD),29.
[72] F. M. Donner, Muhammad and the Believers: At the Origins of Islam (Harvard: Harvard University Press, 2012 AD),65.
[73] Watt,Muhammad: Prophet and statesman,175.